جلد ۱ — نمبر ۸

مضامین غمبر

۲۰ فروری ۱۹۲۹ء

اماسن مہری کے فلسفیانہ خیالات

(رکھ رکھاؤ)

بھاڑ میں جائے رکھ رکھاؤ بھاڑ میں جائے رکھ رکھاؤ۔ جان ہے تو جہان ہے۔ آدمی اپنا وقت دیکھے رکھ رکھاؤ کے پیچھے ہوا نار دیوانا ہے۔ بندی کسیں کی امیرزادی امیرزادی نہیں جو رکھ رکھاؤ دیکھا بھالا کرے۔ پیٹ بیبیوں کا چولہا ہے غریب غربا جو ہیں پھیر میں پڑے رہتے ہوں۔

پڑوس میں ایک بی منگلانی (منگلانی) رہتی تھیں۔ جوانی میں ہوئیں رانڈ۔ رنڈاپے کی لاٹھی ایک ہی لڑکا تھا۔ اسی پر ساری جوانی بتائی۔ ......

بے امر صاحب کی سرکار میں بی منگلانی کا طوطی بولتا تھا۔ سارا دھرم سینتار کھنا اٹھانا انھیں کے سپرد (سپرد) تھا۔ اسی سرکار سے ہزاروں کمائے۔ مگر وہ لڑکا نکل گیا جوانی پر آتے ہی ساری دولت اڑادی۔ سرکار پہلے ہی بگڑ چکی تھی کچھ دنوں پیچھے رونوں کے بعد لڑکا بھی کھوڑا جوان بیچتا کر بی منگلانی کو داغ دے گیا۔ کمائی یوں غارت ہوئی کہ کیوں اجڑی بچی کچی گھر جن کھوڑے بھرتے کہ رکھاؤ نے تیس تیس کی۔ کہو بی تم کوئی جوان جہان تو ہو نہیں جو تمھارا ڈیل ڈول تھا کہ چال ڈھال تمھارے شہد بھرے رسیلے دیے ریکے رکھے راہ چلتو گبرو رہیں گے اور آبرو میں بٹا لگے گا۔ پھر اکیلی ہو کوئی بیٹی بیاہنے کو نہیں جو باہر نکلتے دیکھ کے دنیا کہے گی کہ بی منگلانی صاحب آج گلیوں کی خاک چھانتی پھرتی ہیں۔ سے چلا ہمی کوئی بات ہے کہ دو پیسے کے پان منگاتی ہیں مگر بیچاری آس لگائے کنڈ کھٹکا رہی ہیں کوئی آئے

تو منگائیں۔ کوئی آ گیا تو اس کے ہاتھ میں دو پیسے پکڑا دیے اور گلیں گلگلانے۔ بیوی تم بھی ارے ہو کرتی (سچ) سے ہنا پان کے بیچ میں ہو منہ سا بیٹھ ہو گیا ڈالی تمباکو تھا جاتے بنا جاتے ہیچل گئے۔ پان اور ...... اشتر کرسے تھا بچے بیس جب کسی سے کہا اس نے اول تو ناک بھوں چڑھائی کنورے سے بتائے اور خدا کمان کے پان لا بھی تو رہی اپنے ڈبے میں رکھی۔ پھر سودا بھی اس قابل کہاں نہیں دو پان منگلا لو دو گلوری مند ساجی (مرد) ہی چار جگے۔ رنگ روپ سے رنگ کا ہی سخرا پیدا کرے ایک آدھ ادھار سا اور بھی نکل آیا۔ آخر بیچاری اس رکھ رکھاؤ کے کارن کھو ہو گئیں دانت پر چھلیں نہ رہی تو ہر تیج تیوہار کے نکلنے لگیں جوان ہو کو پیچھے سے لگائے رکھا اس کا مان گون کرتی رہیں گوڑی کی ہوائی رنڈاپے میں گزر گئی بڑی بی جو آج کو اکا دو سرا نکاح کر دیتیں رے ایسی بھولی بھالی پھول ہوتیں تو کہ اور بچی جگہوں پر کھپ جاتی۔ ترا ایک تو اس کے آنسو پر چھپتے دوسرے ان کا بھی کوئی ہو ا لگا ہو جاتا کیں نہیں وہ تو رکھ رکھاؤ میں فرق آتا تھا۔ قربان اس رکھ رکھاؤ کے ہیں [illegible]

ایسا رکھ رکھاؤ۔ پھر وہ جاہ داری اور وضعداری کیا کرے بے امر صاحب کے مندر لی نے کہا اچھو درتے جھل کر بی منگلانی تم ہمارے یہاں ہی آؤ جیسے یہاں بھی صاحب کا گھر ویسے میرا گھر وہ اشتر کی بی گھر کا ہو گئی ایک نہیں ہزار نہیں نہ جانا تھا نہیں گئیں کہو کیا دیا رکھ رکھاؤ نے۔ بوڑھا پا بھیک مانگ کے مرگئے کیا۔ اے ایک بی منگلانی پر خیر وہ تو عورت تھیں یہ مرزا جی خان میر صاحب ہی کو لو بڑے بڑے نواب جا رہے سجادے (شہزادے) انھیں آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ مرزا تعظیم کرتے تھے۔ اونکی وجاہت اور وضعداری کو دیکھ اللہ کے بندے نے تنہیں پیچھے بیٹھنا شروع کیا تو ترنا پر مرتے دم تک کبھی تا دم خیر انہیں کے رہنے نہیں چلے۔ سودے سلف کو بھی نکلتے تو چار کے [illegible]

[illegible]

میں نے بھی چل سے جواب دیا۔ بھائی کی تیر ابھا
رہو سے کی شاخیں آ لی ہیں مجھ بڑے میاں الٰہی سے
بھی مزاح (مذاق) کرتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ دیکھو ادھر
کی ران ہے۔ میں نے اچھی طرح دیکھ بھال کر رشید تو ہر بار
بڑا نہیں ہے بکرا بڈھا تو نہیں ہوا جلد ہی کچھ بو کی بو
نہیں آتی۔ بیمار تو نہیں ہے۔ گوشت ڈھیلا اور ڈھیلا
تو نہیں۔ باسی ہے کہ تازہ۔ ڈیڑھ سیر کی ران ہے

بات جو گھوڑا کیا دست اٹھانے کر کیا ذرا سا مزا تو
جب ہے گھوڑ ... مزا تو جب دے والا ہی ہو کر
ہی وہی تو نہیں جھوٹ کسی ہوں ایک منشی جی جاتے تھے
دونوں میں رہتے تھے کہیں کچہری میں نوکر تھے
چار سے ہی ادھر سے روز کچہری جاتے تھے۔ ادھر
سڑک کے موڑ نے انکی جھلکی دیکھی اور ہاتھ باندھ کے
کھڑا ہو گیا ہو کہا سلامت رکھے سرکار سے ...

ذرہ بھی نہیں جو میں دو بار مہینوں نے خوش بنایا ہے کو
جو میرا نقصان کر دیا تو میں کس سے کہنے
گر ... دیکھ لیجئے۔ اب سیر بھر دے آدمی
ہیں۔ کہ رکھا دے رہتے تھے ہم بھی جھک کے سلام
کر لیتے تھے اور اب کیا ہے۔ جو حسن کون ہے۔ میں
تو میں کہتا ہوں ایک ہی بار اتار لیا سو سنگ
لگے ... دیکھو درست سواری آئی تھی دیکھی اور
چال کو آ رہے۔ منشی ادھر
آئیے سرکار ادھر۔ ابھی
شور ڈال ہے ادھر آئیے
ذرا رٹ لے چلوں۔ جب حضور
نے کہا ابھی چوک تک ہو گیا
ہو گئے تو نکال کے روپے نے۔
انھوں نے جلد پیسے کے تو
کہ دیا رکھئے جلد فرمے
جیب کے جیب میں بھر لو
جائے چل ... خوب
گئے ... سارا مارکے ادھر
رہ گیا۔ جب ذرا وہ ذرا سا تو
ملتے رکھا یہ نکل پڑے ہوں گے
تھا یہ تمہارے باوجود کبھی
ان کے پر چڑھتے تھے ؟ یہ ہے
رکھ رکھاؤ جیسے کہا بجر د کر
اور ابھی یہ دم چڑھا سو ادب
منشا دیں ایک طرح کا رکھ رکھاؤ
ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور ہم
ذری پر اس سے رکھ رکھاؤ کے



امان اللہ خاں مسافر کم سواد

۔۔ ہائیں افغل چا ایک درخت میں اٹک گیا ہے۔ سنتا بھی ہوں جیتنا بھی ہوں۔ آؤ فرار دونوں میدان سے یا تو منشی
چاندی یا مایا پنیداری گبر بڑ ۔ گیا؟ ۔ خراستان دوپ ۔۔

تو آدھ سیر حق ملی اور ہڈی کا
گل گیا بچا سیر آدھ سب چلتا کہ
بھر علیوں اور بچے ہو حق ہے
بچا چلا تک کر سیر بھر بس
چھ آنے پیسے ہوائے کئے اب
چل کھڑی ہوئی اب وہ گھو
لا کہ ماں کی اپنا کیا چھوڑتا ہے
خدا کے لیے ذرا نرمی ٹھہرو گو
بات اور سنو۔ یہ تم نے کتنے
دام رہے۔ میں دیتے نہیں
پوچھنے لگا۔ بندی نے پیچھے
پھر کے دیکھا بھی نہیں کون
کہتا ہے۔ بچا کر دو جب تک
ذرا سی شرافت پر اور گیروں
نے دروازے تو ڑتے گئے۔
وہ اب جاتی ہے ٹھیکیدار عزیز
کرتے تمہیں شرم نہیں آتی۔
کیوں چیزیں ادھر بھی یہ دانگ
گوشت نہ دیا۔ جو میرے ہی
میں آتی تو میں نے بھی ایک
ایک کی بار دو بار سنائیں۔ لگی جو گھی لوٹنے جی یوں
سودا ہوتا ہے۔ ذری نیا میں نکلنا دل لگی نہیں ہے۔
الیا ہی کم اسودا کرتی جس کو دیکھنے والے منہ دیکھ کے
رہ جاتے ہیں۔ لے یاں گھی کو جو رکھ رکھاؤ رکھتی
تو میں گماں کی کاروں (کاروں) جاوری تھی کل ہی
ٹاٹ الٹ جاتا۔ بھلا کہ رکھ رکھاؤ اچھا کہ یہ۔
لوگ کہتے ہیں رکھ رکھاؤ اپنے ہاتھ ہے۔ ہاں ہے
اپنا ہاتھ بھی ہے پرائے ہاتھ بھی۔ جیسے گوشت کی

کہ منشی جی اتنا کہتے ہی بجلی کے کوند ہو جاتے تھے
کچھ دنوں بعد منشی جی نے محلہ چھوڑ دیا دوسرے محلہ میں
اٹھ گئے ایک دن اچانک ہماری طرف سے جاتے
تھے۔ جیسے ہی موڑ سے گھوڑے ادھر سے آتا تھی مگر
بس اڑ ہی تو گئے۔ ذرا تھوڑا سا جاتا تھا اپنا
کہا تا۔ مگر ہو گئی تو دال نہ گلی۔ پہچانتے ہی کہنے لگا
واہ میاں دست ہو گئے ہو میں ہاری اور بڑھا بھیا ہی سواری
کہنے لگا۔ یہ ٹوپی مت رکھیے ہیں۔ کوئی ابھی جا

پڑھ گیا تو اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ میاں گھسی
چونی تیل والی کپڑے تنے سے درست ہو کے نکلے۔
ادھر سے بھی کوئی گول و دو قدمے چلتا ہے بس
اکھڑ والا جانب گیا کہ میاں ہیں رکھ رکھاؤ کے۔
اس نے جھٹ گلنے یا مدسے کی ٹھہرائی۔ اے خداوند
ادھر آئیے ابھی چلتا ہوں یعنی بچاتے ہیں نیازوں کو
خدا سلامت رکھے ہم تو ایسی سواری کی تلاش میں
رہتے ہیں واسطہ نہیں جو طبیعت خوش نہ ہو وہ سے

تڑوپل نہ دیجیے گا۔ ایسے ہی حضوروں کے ریلے پیٹ بھرتا ہے۔ کنگال جھنڈاں کیا کی لنگی کسی کو پکڑ دے گا۔ لیجیے صاحب حضور انیفے کے بیچ گئے اور اس نے گول مدورے پر پہنچتے ہی چار آنے رکھ لیے۔ میاں بچار ورکھ لکھا ۱ شہرتے تو کیا کرتے شخصیت میں شاگفت تھا۔

بل بی اصل رکھ رکھا ورہ ہے بچارے چندہ سے پڑتے پر ہو۔ وہی جو مثل ہے اپنا نچا بل پڑ جا بل جاتے ہیں" ایک مدت کی اول لگی ستور ہی کی بچاری ایک مرتا ستنڈا آدمی اپنی آشنا کو ساتھ لیے جاتا تھا۔ دو آدمی رستہ رستے چلے جاتے تھے رنڈی کی بوجہ پانی تو بڑھ کے چلے اور رکے آواز آواز دی پھینکے۔ میاں رنڈی باز کو منتہ جو آیا تو ایک ڈنڈا ایک کے رسید کیا وہ تو بچا گا۔ رہ گیا دوسرا وہ تھا رنڈی بچو دلیٹ ہی تو گیا۔ بس ہونے کی کشتم گتھا۔ منتھ لگ گئے۔ دونوں کے کپڑوں کی دھجیاں اڑ گئیں اگر کے پڑے جڑنچے۔ رنڈی باز کے ساتھ تھی رنڈی اور وہ جاتا تو رنڈی کی آنکھوں میں ذلیل ہوتا ایس وہ بھیڑ بکلواتے لگا آخر میاں راہ گیر چپ ہی ہو گئے۔ رنڈی باز نے بڑا ایک دیا پاس کے بیچاں راہ گیر کے منہ پر رسید کیا تو تین سو کی سو جھے گئے اور سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگے۔ لوگ کہتے کہا وہ بھگایا وہ جاتا ہے۔ اتنے میں پولیس آگئی اور

راہ گیر بھی تھر گیا اور لکھو پولیس والا کوئی بھلا مانس تھا اس نے بیچ بچاؤ کر دیا کر میاں شریف ہو کے راستے میں بگولا کرتے ہو۔ خیر دونوں اپنی اپنی راہ چلے گئے۔ کل رنڈی بازوں کے اصل مونچھوں پر تاؤ دیتا ہیں۔ اتنا بیچ ہے اپنے بل پر رکھ رکھ تو نہیں ہوتا ہے۔

راقم

محمد علی رودوری

نوٹ۔ بھیڑیے اور محل خانے کی زبان سے کس کی نئی چیز ہے۔ اچھی بی امن کی زبان پر جو الفاظ مجھ پڑھے میں چڑھ گئے تھے وہ بھی اپنے کینڈے پر قائم ہیں اور جو محل خانے میں رہ کے سیکھے وہ بھی وہ شین قاف کے مخرج صحیح پر تا در ہیں مگر غلط الفاظ کی تصحیح پر قادر نہیں ہیں۔ لہٰذا کوئی صاحب یہ اعتراض نہ کریں کہ جب شاید میں شین صحیح مخرج سے ادا کرتی ہیں تو فریب کو سریپ کیوں کہتی ہیں "سر یپ" انکی مادری بولی ہے اور شاید کا استعمال انھوں نے محل خانہ میں سیکھا ہے۔ وہ گھر کی جگہ محل ہی کہتی ہیں اور گر بھی بجائے خود باقی ہے۔

(نامہ نگار)

بدنصیبن بنام جسٹس سلیمان

نمبر ۳

بلاتے تقریر میں تلخی آگئی۔ تلخی تو ایسی باتوں کی اصالت میں داخل ہے وہ جانہیں سکتی۔ تلخی کے

چھترا انہوں سچائی جہڑ سکتی ہے۔ اسے پاس قبر میں تو پاؤں لٹکائے بیٹھی ہوں مرتے دم جھوٹ بولوں گی جو اعتراض سلطانی مرغوں پر ہیں کیے ہیں دو ماہنے اور پر خود ہی اڑادہ ہوں۔ نا صاحب مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ ایک بڑے بھاری سخن فہم مولانا اللہ آباد سے لکھتے ہیں۔

یہ مولانا بس کرو زیادہ عیب نہ کہو۔ مصلحت کے خلاف ہے ہاں جیسا مصلحت کے خلاف ہے مگر یہ بھی سچائی نہیں ہے جیسے لوگوں نے مصلحت کے خلاف خیال کیا ہو۔ مولانا کوئی سچائی ایسی دکھاؤ جو مصلحت کے خلاف نہ ہو تجربہ کاروں کا قول ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز کہنے والے کا منشا یہ ہے کہ فتنہ روکنے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مولانا شاید فتنہ کی ٹانگیں توڑنے اور آئندہ اصلاح کی راہ کھولنے کے لیے سچ سے کام لے رہی ہے۔ اس پر بھی تم اعتراض کرتے ہو یہ بڑا تعجب ہے۔ خیر کچھ ہو ہے کی ادھوری بھوڑنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

ہاں ڈاکٹر صاحب۔ تم کہتے ہو کہ اگر پردے کا رواج سخت ہوتا اور اونچے درجوں تک محدود ہوتا تو بڑا مضائقہ نہ تھا۔ کیونکہ اونچے درجے کی خواتین کو معاشرتی سیل جول کے موقع ملتے ہیں۔ آگو

میں کہتی ہوں کہ ہاں سچ ہے مگر شرع نے اپنے قانون میں اونچے اور نیچے درجے کو یکساں قرار دیا ہے۔ اگر رواج نے یہ درجے قائم کر دیے ہیں تو میں اس افراط تفریط (افراط تفریط) کے مٹ جانے پر خوش ہوں

ہمت

روزنامہ

زبان اردو کے سنجیدہ ظریف کا مایہ ناز روزنامہ
سید جالب دہلوی (سابق مدیر روزنامہ ہمدم لکھنؤ) کی ملکیت وادارت میں ملکی آزادی کی تبلیغ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے عمدہ مضامین ادبی دلچسپیوں اور کارآمد معاشی ترقیوں کے ساتھ

یکم اپریل ۱۹۳۵ء کو لکھنؤ سے جاری ہو گیا
شرح چندہ۔ سالانہ پانچ روپیہ۔ ششماہی تین روپیہ سہ ماہی ڈیڑھ روپیہ۔ قیمت فی پرچہ دو پیسے (۲)
خریداروں۔ ایجنٹوں اور اشتہار دینے والوں کی درخواستیں ذیل کے پتے پر بھیجی جائیں۔

سید عشرت حسین
منیجر روزنامہ ہمت ... لکھنؤ

لفافہ میں بند سوالوں کا جواب

آپ اپنی حسب منشا پانچ سوال نفع نقصان لکھ لکھ اولاد ترقی تبدیلی صحت محبت وغیرہ کے متعلق لکھ کر روانہ کریں ہم ان کا جواب مع سالانہ نجوم ٹھیک ہدایات کے ساتھ ایک روپیہ چار آنہ کے وی پی سے روانہ کرتے ہیں آپ کا لفافہ بھی واپس ہوگا لفافہ پر بند کرنے کا وقت اور پتہ صاف لکھو علم جوتش میں مدد حاصل کرو۔

المشتہر
بید فیسر آنند اور دل اسٹرالوجر ... ایل فیروز پور شہر

جرمنی کی نوایجاد

اسپیشل پریز مشین

گھر بیٹھے ہزاروں کی تعداد میں جاب چھاپ لیں

اس پریز مشین سے اردو ہندی۔ انگریزی مختلف رنگوں میں ہزاروں کی تعداد چھپتی ہے۔ ... سے ... سوداگروں بنکروں تحصیلداروں کچہریوں ملاوں ... وغیرہ کے لیے ضروری ہے۔ صاحب کے لیے ایک چھاپہ خانہ ہے ... مع کل سامان کے صرف ۵ روپیہ ... آئے واپس کر دیں۔
سول ایجنٹ وزیریانہ کمپنی جالا داری سٹیٹ ... راجپوتانہ

ہو گی۔ تم شوق سے مناؤ ہمارا رواج جتنی جلد مٹے
اتنا ہی اچھا۔ مسلمان عورتوں کا گھر سے نکلنا یا اپنی
تندرستی کی کوشش کرنا ہرگز شرع کے خلاف نہیں
شرعی ضرورت سے منہ ہاتھ کھول دینے کی بھی بنا کی
ممانعت نہیں ہے معاش کی تلاش بھی ضروری ہے
مگر مشکل یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اختیار اور
قدرت سے شرعی قوانین کا رواج باہر ہو چکا جبری قانون
کی پابندی پر ہم مجبور ہیں وہ کسی انگریزی کے دماغ
کا جو مسلمانوں کی خصوصی جماعت سے تعلق رکھتا ہو
نہیں ہے خود مسلمانوں میں اچھا خاصا اختلاف ہے۔
ایک تو اس امر پر ہے کہ عورتوں کو ننگی ہی ہونا بھی
رکھنی چاہیے دوسرا اس امر پر ہے کہ ہر ایک بات جو
فرض نہیں کرتی ہیں مسلمان عورتوں کے لیے بھی جائز اور
مباح ہے۔ یہ امر تمہاری انصاف پسند نگاہوں سے
بھی چھپا ہوا نہیں تم خود مقدمہ کے چوتھے صفحہ میں
اس کے قائل ہو۔

رواج بدل دینا آجکل بہت آسان ہے۔ وہ بہ

اور بہت جلد بدل جائے گا گو اب ہندو ہی ملکوں میں
خود ہی مردوں کی جماعت شرعی رواج کو نئی رواج پر
ترجیح دینے سے مجبور اور بے بس نظر آتی ہے تو ہندوستانی
مسلمان بیچارے ہوئے لنگڑے بھی ہیں کس گنتی
کی مولی ہیں۔ میں اب یورپ کی عورتوں کا ذکر
نہیں چھیڑتی نہ بے پردگی کی خرابیوں کو دہرانا چاہتی
ہوں۔ ایک چھوٹی سی بات کا معقول جواب سمجھنا
چاہتی ہوں۔ پردہ نوچ کے پھینک دینے کا خیال تو یہ
ہے ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں رائج ہے اور
وہ برابر تقریر و تحریر میں اسے ظاہر کرتے رہتے ہیں۔
کئی اونچے گھرانے پردہ کی قید سے آزاد ہو چکے۔
کیوں ڈاکٹر صاحب یہ سچ ہے یا نہیں۔ جب انھوں نے
پردہ سے باہر نکالی ہیں کہ کیا تھا تو سوقت
یہی دلیل پیش کی تھی کہ اتحاد بغیر [illegible] ممکن
نہیں۔ اسلامی قانون آسان ہے۔ عورتیں بھی
آزاد ہیں وہ سب مرد اور دوسرے ملک کی بہنوں میں مل
کے جلسوں کے شریک ہو سکتی ہیں۔ اگر یہی خیال ہے

ان مردوں نے اپنی عورتوں کا پردہ کتنا ہے جتلایا تھا
تو کیا اسکی پابندی بھی کی۔ جن لوگوں کی سمجھ میں یہ بات
عورتیں جنت کے روزے رکھتے جائیں گی پھر پابندی کوئی
سماجی بنائی۔ [illegible] صاحب گھر گھر کا سوال
اور گھر کی [illegible] کے ہوئے ہیں تو انہیں شریک ہونے
سے کہتے ہیں پردہ میں کوئی نہیں دکھائی دیتی۔
جنت کے [illegible] میں آنکھانی خوشی تھی سی مقدار
کی گئی تھی کہ بری اور پردہ کے تھکنے میں کیا نقصان ہے
جب لڑکے بیرونی محفلوں سے شرکت کیا مگر یہاں سبب
سمجھنی دہیں اپنی خوشی و دلیل کا لحاظ تو مردوں نے کیا
نہ عورتوں نے اس خاص غرض کی پروا کی جو شرع
کے مستثنیات میں بیان کی گئی تھی اور جس سے مرد
نے عورتوں کی فائدہ اٹھایا۔ اچھا یہ خیال کرو کہ پردہ توڑ
گیا ہوتے میں شرعی مستثنیات مستثنیٰ شدہ ہو گئے
اور سب کی آزادی کی روک قائم کے لیے جو شرط
کا ایک معاشرتی قانون بھی پیش کر دیا گیا اور اس کو
کے نفوذ سے بچے عورتیں پاس بھی کرا لیا گیا تو اس
[illegible]

اسے میں اس مقام پر ایک حکایت مستند کتاب سے
نقل کرتی ہوں اس کے جیسے جیسے عالموں کا نام روشن
ہیں کا ذکر اس حکایت میں ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے
جب کہ بغداد میں علم اور علما کی سلطنت تھی ....

....

....

.... شہر بغداد کے بڑے بڑے فقیہوں سے ایک عورت
کے علم و فضل کا شہرہ سنا۔ فقہ اور تفسیر کی بہت بڑی
عالم ہے۔ سب علما اس کی خدمت میں حاضر ہوتے
فیض حاصل کرتے ہیں۔ جس وقت وہ وعظ فرماتی ہے
گھولتی ہے تو سننے والے کا دل نور سے معمور ہو جاتا
ہے لوگ اسے سیدۃ المشائخ کے نام سے یاد کرتے تھے
جب شیخ ابو طاہر حماد سے بغداد کی طرف آئے اور آپ
شانے سے روز ادگر سی بیٹھ کے اخلاق والیان کا
سبق دیتی ہے۔ عالموں کا اسکے گرد ہجوم رہتا ہے
ایک فاضل ناقل ہے کہ شہرت سن کے ہم بھی آوئی
اسکی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہوت ساتھ ایک رفیق

باجلاس خانصاحب شیخ اقبال احمد صاحب منصف درجہ اول
سمن [illegible] انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی سنہ ۱۹۰۸ء)
نمبر مقدمہ ۲۵ سنہ ۱۹۳۰ء

[illegible] شمس آباد
[illegible] عرف [illegible] ساکن [illegible]
[illegible] ضلع فرخ آباد —————— مدعی
[illegible] بنام [illegible] ساکن [illegible]
[illegible] ضلع فرخ آباد — مدعا علیہ
[illegible] تمہارے نام [illegible] صاحب
[illegible] تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible]
سنہ ۱۹۳۰ء بوقت ۱۰ بجے دن مقام [illegible] اصالتاً یا معرفت
وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو
[illegible] کے ساتھ کوئی شخص
[illegible] حاضر ہو اور جواب دعویٰ
[illegible] حاضری کے لیے مقرر ہے
[illegible] انفصال قطعی مقدمہ کے
[illegible] کی شہادت [illegible]
[illegible] پیش کرو۔
[illegible] ہو گا تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع ہو کر
[illegible] نہیں ہو گا۔
[illegible] دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ یکم ماہ
[illegible] سنہ ۱۹۳۰ء جاری کیا گیا۔

دستخط سیف الدین [illegible]

مہر عدالت

اطلاع نامہ بنام داشتان [illegible] تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

(دفعہ ۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)
بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج بہادر مقام [illegible]
درخواست دیوالیہ نمبر ۱ سنہ ۱۹۳۰ء
[illegible] دیوالیہ [illegible]
سنہ [illegible] ساکن موضع [illegible] ضلع [illegible]
بنام داشتان
ہرگاہ [illegible] نے اس عدالت میں بدین غرض
مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۳۰ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء
ایکٹ دیوالیہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا
نام فہرست داشتان میں جو درخواست مذکور کے ساتھ داخل کی گئی ہے
ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۲۶ ماہ
اپریل سنہ ۱۹۳۰ء واسطے سماعت درخواست مذکور
بیان مدعیان کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کچھ اس معاملہ میں پیروی
کرنا چاہتے ہو تو بوساطت خود یا بذریعہ وکیل جو بطور مقرر رہے
قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔
آج بتاریخ یکم ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء میرے دستخط اور مہر
عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت



پٹیل ٹی پارٹی کا سین (پیمانہ پیمودن)

حکومت: "قارورہ آمیز ہو چکا۔ اب آؤ دونوں بوتلوں کا پانی ملائیں۔ میرا گلاس کس قدر اونچا ہے۔"

صوفی وطن۔ "ہمہ اوست۔ یہ نیرنگیاں ذات واحد کا مظہر ہیں۔ قدرت کو بوقلمونی مرغوب ہے۔"

رند ہوشیار: "اگر شراب خوری جرعۂ فشاں بر خاک"

محتسب معطل۔ "ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک۔ مگر .... چہ کنم"

شرف ادیب بھی تھا۔ ہمارے آنے کی خبر سُن کے
اُس نے ہمیں اجازت دی تو پردے کے پیچھے بیٹھی
ہم باہر بیٹھے اُسکے بھائی نے ایک طبق پیسے کا سامنے
لا کے رکھا۔ یہ لڑکا ایسا حسین و جمیل تھا کہ ادیب ہمراہی
کے دل پر بجلی گری۔ گھور گھور کے دیکھنے لگا ہم رنگ
ہم سے کی نگاہ کرتے تھے اور فقہ کے باریک مسائل
پر بحث بھی چھڑی ہوئی تھی۔ ہم نے ایک ایسا مسئلہ
چھیڑا جس میں ائمہ کی رائے مختلف تھی اس خاتون
خاتون نے اختلافات کی تعین بیان کرنی شروع کر دی وہ
بیان کر رہی تھی اور ہم کان لگائے خاموشی کے
ساتھ سن رہے تھے مگر ادیب صاحب بالکل مدہوش
تھے اُنکی نگاہ جو خاتون کے بھائی کے چہرے پر پڑی تو
پھر نہ ہٹی۔ بحث دیر تک جاری رہی بعد ختم ہونے
کے خاتون ہمارے ادیب ہمراہی کی طرف مخاطب
ہوئی اور کہنے لگی تم تو میرے بھائی کی طرف ایسی
للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہو کر مجھے تمہارے
چال چلن پر بدگمانی ہوتی ہے شاید تم اُن لوگوں
میں ہو جو مرد کو عورت پر فضیلت دیتے ہیں۔ ادیب
[illegible] اور کہنے لگا مرد کو عورت
پر فضل خدا ہی نے دیا ہے۔ خاتون ہنسی اور
کہنے لگی کہ یہ کیا خیال ہے اگر تم انصاف کو ہاتھ سے
نہ دو تو میں تم سے مناظرہ کروں، اچھا بتاؤ مرد کو
عورت پر کس دلیل سے ترجیح ہے۔

ادیب: کتاب و سنت عقل اور نقل دونوں سے
ثابت ہے۔ خدا کہتا ہے مرد عورتوں کے حاکم مقرر
کیے گئے ہیں، ایک مرد کی گواہی دو عورتوں کے برابر ہے
مرد کو میراث میں دوہرا حصہ ملتا ہے۔ یہ تو قرآنی دلیلیں
ہوئیں۔ سنت کے رو سے بھی ثابت ہے کہ عورت کا
خون بہا مرد کی دیت سے آدھا ہے۔ اب رہی عقل تو
غالباً آپ جانتی ہوں گی کہ مرد میں قوت فعل زیادہ
ہے اور عورت میں انفعال وہ اثر کرنے والا ہے یہ
اثر قبول کرنے والی ہے اور ظاہر ہے کہ فاعل افضل
ہے مفعول سے۔

سیدۃ المشائخ: سبحان اللہ ادیب صاحب۔
آپ کی دلیلوں نے خود آپ ہی کے گلے میں پھانسی
لگائی۔ اے حضرت عورت کو مرد پر ترجیح صرف
ڈیل ڈول قوی ہونے کی حیثیت سے ہے بے شک ہے
مرد عورتوں کے نگہبان ہیں اور منتظم ہیں۔ کما کے
کھلاتے ہیں کھلاتے پلاتے ہیں مالی حیثیت وارث ہیں
گھروں میں بچے بھی ہیں جوان بھی ہیں بوڑھے بھی
ہیں اور مرد ہونے کی حیثیت سے وہ سب [illegible]
مجھے اب ضرور یہ بتائیں کہ اس ہندی کے بھائی کا چہرہ
پر جناب کو زیادہ توجہ کیوں ہے آپکے دلیل [illegible]
[illegible]
اُن کی طرف ٹکٹکی باندھ کے آپ دیکھتے اور آپنے
اپنے ہمدم گنوار کو یقیناً مرد تھے کیوں نہ اپنی بی بی
پر لقا بازی کے وقت ترجیح دی۔ مہربان ادیب
صاحب ذکورت کے اعتبار سے یہاں بحث نہیں۔
بحث تو مرد کو عورت کا قائم مقام سمجھنے کے بارے میں ہے

آپ کی بے حجابانہ نگاہیں جس نیت سے اس ہندی
کے بھائی پر پڑی ہیں وہ امرد پرستوں کے واسطے کسی
فخر یا فضیلت کا سامان فراہم نہیں کرتیں۔ بحضور رسالت
حضور کے والدہ کرام معلوم ہوتا ہے کچھ بے وقوف تھے جو
انھوں نے آپ کی والدہ کو مرد پر ترجیح دینے کا گناہ
کیا اور اس گناہ کا نتیجہ آج آپ کی شکل میں مجھ سے
گفتگو کر رہا ہے۔

یہ سُن کے ادیب بیچارا جھینپا مگر کھسیانی بلی
بننے کے لیے کہنے لگا۔ آہ آپ اس لطف سے
واقف نہیں جو مجھے مرد کے حسن میں ملتا ہے، عورت
ہرگز حسن و جمال میں مرد سے بڑھ کے نہیں ہوتی بلا رد
کوئی گیہوں مرغابی سے زیادہ خوبصورت ہے کہ نہیں
مور مورنی سے زیادہ حسین ہے کہ نہیں۔ اسی لیے
تو رسول اللہ نے فرمایا ہے امردوں پر نگاہ نہ جاؤ اس لیے
کہ ان میں حور کی جھلک پائی جاتی ہے۔

سیدۃ المشائخ: آپ بھی کہیں گے کہ میں شاعر اور
ادیب ہوں۔ یہ حدیث تو حضور کے خلاف گواہی دے رہی
ہے کیا معنی کہ [illegible] ہے اور امرد ہے مشتبہ
وجہ تشبیہ جو حُسن حور کے حسن کی صرف ایک جھلک
امردوں میں ہے۔ اگر حور کا تمام حُسن کہیں امرد کو مل جاتا تو
قیامت ہی برپا ہو جاتی۔ اب بتائیے کہ امرد افضل
ہے یا عورت جو مؤنث ہے مذکر نہیں۔

ادیب: ابونواس کو تو آپ جانتے ہی ہوں گی کتنا بڑا
نکتہ شناس تھا اس نے عورتوں کے جسمانی نقائص
ایک شعر میں بیان کیے ہیں مثلاً حمل رہنا اور مہینے کے
دنوں معطل رہنا۔ یہ مرض امردوں میں نہیں ہوتے چنانچہ
ایک شاعر کہتا ہے ؎

یا امّۃ تھوی العذار تمتعوا
من لذۃ فی الخلد لیست توجد

امرد کی لذت وہ لذت ہے جو بہشت میں بھی نہ ملے گی
اسکے علاوہ جب کسی عورت کے "کوئے" کو بیان ظاہر
کرنا مقصود ہوتا ہے تو کہتے ہیں [illegible] الادراک
چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎

غلامیۃ الاردان [illegible] فی الصبا
کما اھتز فی [illegible] الشمال قضیب

(وہ غلاموں کا سا کردار رکھنے والی جو نسیم صبا کے جھونکے سے اسطرح جھومتی اور لچکتی ہے جیسے شمالی ہوا سے بید کی چھڑی) اگر غلام افضل نہ ہوتا تو جاریہ کے کردن کی تشبیہ شاعر کیوں دیتا۔ کیا بیان کروں جو فضیلتیں امرد کو عنایت ہوئی ہیں غلام جیا ہے۔ (ادیب نے ترمیت غلام میں رجز پڑھا)

سیدۃ المشائخ نے اس عالی منافی پر قربان۔ بھلا امرد کہاں اور یہ وصعت کہاں (اطلاق) کے ساتھ زمانے حسن کا سرا بیان کیا اسے حضرت میں نے تو فرد دلا کو آپ کو نہیں سنا ہیں کہتے سُنا ان اللہ نیا عباد رقا علی النساء (دُنیا سے مراد عورت ہے) اُمت حضرت لوط کا حال تو آپ نے قرآن شریف میں پڑھا ہی ہوگا۔ بے شک اگر امرد داخل نعمت ہوتے تو بہشت میں حوروں کا کام انجام دیتے مگر وہاں تو غلمان خدمت لیے ہیں۔ رہی تشبیہ تو یہی اپنی اپنی پسند ہے لوگوں نے "غلام" کی تشبیہ "جاریہ" سے دی ہے اور یہ تشبیہ زیادہ عام ہے شاعروں کے کلام دیکھیے۔ حضرت اگر عورتوں میں بعض خلقی رکاوٹیں ہیں تو امرد میں بھی یہی عیب ہے جبول سے گالوں پر خط کا خار نکل آتا ہے تو کوئی خوبی باقی نہیں رہتی مثل مشہور ہے زیش برآمد پاچی شد۔ تو یہ شرط ہے عورت میں سبھی کچھ ہے۔ وہ بھی ہے جس کی تلاش میں آپ کے سے بے حیا پھرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ آپ کی بیہودگی نے مجھے بے شرمی پر مجبور کیا۔ مگر کیا کروں یہ گفتگو بھی وعظ اور اخلاقی اصلاح سے خالی نہ تھی، ایسے زبان نے حرکت کی ورنہ کہاں یہ گنہگار رشیدی اور کہاں یہ تقریریں۔ بہرحال مجھے اُمید ہے کہ آپ نے کافی نصیحت حاصل کی ہوگی اور آئندہ آپ اپنے خیال خام سے توبہ کیجیے

راوی کہتا ہے کہ یہ مقدس خاتون چپ خاموش ہو گئی (ادیب صاحب پر گھڑوں پانی پڑ چکا تھا ندامت سے گردن جھکی ہوئی تھی۔ ہم لوگ اُٹھے اور اس مفارقت پر بس افسوس تھا۔

ڈاکٹر صاحب (۰۰۰) عورت کا تذکرہ ہے۔ یہ عورت آزاد تھی پھر بھی پردے میں بیٹھ کر گفتگو کرتی تھی تو دیکھا (شرمی خاتون کی وقعت اسکے

دل میں تھی۔ وعظ پند درس و تدریس پڑھانا لکھانا اسکا شیوہ تھا۔ سچ ہے علما اور فضلا کی ہم نشینی ان لوگوں سے معاشرت جن کی نگاہوں میں خدا کی قوت ہے ایسے ہی اخلاق پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن کسب گھروں کا ناچ اور باش زنڈیوں کی صحبت تکمیل کرد ناچ رنگ اور شریعت کی تعلیم یا اسکی پابندی کا مکمل انتظام نمونہ اور اسیر بے قید ہو کے گھر سے ننگے کھلے باہر نکلنا اور چہرے سے رہا سہا پردہ اٹھا دینا بھی ۔۔۔ ایسی عورتیں پیدا نہیں کر سکتا خدا کے لیے کوئی بتائے کہ شرمی رنگ دکھانے کا جب زمانہ نیست نہیں ہے تو کس برتے پر عصمت و ناموس کی حفاظت کی رہی سہی ۔۔۔ بیر نقاب پردہ خاک میں ملانے کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

داد ۔۔۔

ابو الحسین

مولانا پنچ کی نوٹ بک

اخباری کاغذوں کے تشبیح حدیث

(۱) روایت کی ہے حضرت زمینہ اور ابو حد نے ایک گونگے بہرے گھسیارے سے کہتا ہے وہ خمار سے کہ سُنا میں نے اس خبر کو ایک تازہ وارد گھوڑوں کے تاجر سے جو آیا تھا بخارا سے کہ ہوگیا ہے بچہ سقا بصورت ایک گدھے کے اور نہیں رہا اب کابل میں کوئی سیپوں سیپوں کرنے والا۔

(۲) حدثنا انقلاب عن خاکستان عن بادشاہ کہ نادر خاں نے جلال آباد پہنچتے ہی خلیفہ الٹ دیا اور دوبارہ اختیار اپنی ذات کو حکمت افغانستان پر فرمانروائی کا مستحق نہیں سمجھتے۔ تن تنہا گئے ہیں اور سرحد افغانستان میں قدم رکھتے ہی اپنی تمام جسمانی و روحانی قوت امیر امان اللہ خاں کی حمایت میں صرف کر دینگے۔ یورپ سے چلتے وقت انہوں نے داڑھیوں اور ناخنوں پر پابندی رکھوا لی تھی۔

(۳) اردو بالسناد پیغام وصل عن مقبول عالم بسم خاطر کہ حضرت شاہ امان اللہ غازی قوم خود نے ہیاروں کے ذریعے سے کابل پر چھا سے بچہ سقا

ہوئی کہ فرار ہو گیا اور اب شہر بھر پر بدولت غرب شاہ افغان کے خیر خواہ قابض ہیں گو کہ بے سرسائے۔

(۴) اخبار نا سیاست کا حدیث علی سبیل المراقبۃ والمکاشفہ باسانید وعن تجاہل عارفانہ حقیقت رہنمائی کہ تمام افغانستان میں کوئی شخص نہ تو شاہ امان اللہ خاں کا تھا نہ اب ہے نہ آئندہ ہوگا شنواریوں نے تو بچہ کی مدد کی ۔۔۔ اب پشاور کی ۔۔۔ میں ترکی کی نالیاں دہرائے علی احمد جان بھی شاہ امان اللہ کا دست راست ہے انہیں کے لیے جنگ کرتا تھا۔ وہ تو کیسے خود ہم دلشکستہ ہو گئی۔ نادر خاں تو جب جھگڑا امان اللہ خاں کچھ دنوں قید ہیں پھر رہے سے گر رہ گئے ۔۔۔ ہوئے اُسی وقت سے شاہ امان اللہ کے غلام حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔ بچہ سقہ کی نسبت ایک اور اطلاع ملی ہے کہ وہ شب کو فرعون کی طرح ۔۔۔ میں آ لکنک کے کو بہ کرتا ہے اور شاہ غازی سے معافی کر دیتے ہیں۔ پھر خود انا لمعروف ۔۔۔ جو ہر پشاور ہدایت شاہ غازی ۔۔۔ کو کل بڑا ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ پورا قابو ہو چکا ہے۔ یہ اُن پر بہتان ہے کہ انھوں نے اعدائے شاہ کی حمایت کی۔

(۵) قال لحقیقۃ بلغنی عن الطیارۃ عن الکوہ عن حاطب جبل عن کالا کھیوڑی مل پشاوری عن فلان الفندہ ہادی عن وضاع القرشی الاموی عن صناع الخیالی۔ راوی کہتا ہے کہ دیکھا میں نے ایک کوے کو زرد ہوئے جو کہ کہہ رہا تھا الامان الامان۔ جب دریافت کیا میں نے اسکا حال تو بیان کیا اُس نے کہ آئی تھی اہرمن پر مصیبت ابابیل کی مانند کہ مسلط ہوئے تھے قوم فرعون مصر کا بہ ہنڈک کہ جب وہ کہیں جاتے تھے کوئی تو پیچھے لگتا تھا وہ ابابیل مصریوں کے ٹھیک اسیطرح جس طرح کہ کوے بھاگتے ہیں سجدے سے جیسے نیاز حضرت اقبال لاہوری سے جب کہ وہ مشغول ہوتے ہیں راز و نیاز میں حقیقت منتظر سے چنانچہ مسلط ہو گئی ہے قوم تمام کوؤں کی جہاں کہ خسران آنت کچھ سقا پر۔ اور یوں کھاتا ہے کہ کووں کا دل کی آواز اور سمو گٹروں کے سبب سے۔ (باقی آئندہ)

شرطیہ علاج! شرطیہ علاج!! شرطیہ علاج!!!

سفید داغ کی مجرب دوا — [illegible]

دمہ کھانسی کی اکسیر دوا — [illegible]

سفید بال جڑ سے کالا

اگر آپ کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں … [illegible] … دام تین روپیہ … [illegible]

کالا سے گورا — [illegible]

خونی بواسیر — [illegible]

بجلی کی گولی — [illegible]

طاقت کی دوا — [illegible]

پتہ: جڑی بوٹی میڈیکل ہال کنسی سمری - دربھنگہ ۲۶



اگر آپ اپنے بزرگوں سے دریافت کریں گے

[illegible] … سنگار کمپنی متھرا کا نام دیکھ کر ہی خریدنا چاہیے … دوکانداروں سے خریدنے پر [illegible] کی شکایت ہوتی ہے۔

بچوں کی حفاظت کا سب سے عمدہ ذریعہ

[illegible] … بال سدھا … [illegible]

داد کو جڑ سے فائدہ کرنے والی بے نظیر دوائی

دردو گج کیسری — [illegible]

ملنے کا پتہ: **سکھ سنچار کمپنی متھرا یو۔پی**

دونوں ہی ہاتھ ملکر زور سے دوڑیے

لیکن کدھر

ڈاکخانہ کی طرف

کس لیے

[illegible]

پتہ: آتنک نگرہ … [illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۶ء

[illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس سے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پہ لینے کے قواعد بتائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی

مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ خود استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکل سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایہ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔　　المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ